ن م راشد اور خاکسار تحریک

ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری

Rashed joined the Khaaksaar Movement as an active member but abandoned it later due to ideological differences. Dr. Fakhr-ul-Haque Noori, in this article traces in detail, Rashed's involvement with the movement, reasons that led him to join and later abandon it and his service to the cause while he worked actively for it. This phase of Rashed's life also sheds light on an otherwise unknown dimension of his personality.

عہدِ جوانی میں خاکسار تحریک سے وابستگی ن م راشد (۱۹۱۰ء—۱۹۷۵ء) کی زندگی کا ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔ اس وقت وہ کمشنرز آفس ملتان میں اپنی اولین سرکاری ملازمت کر رہے تھے اور ان کی شادی کو بھی ابھی ڈیڑھ دو سال کا عرصہ ہی گزرا تھا۔(۱) یہ وہ دور ہے جب خاکسار تحریک زوروں پر تھی اور ہندوستان کے طول و عرض میں اس کا چرچا تھا۔ اس کی بنا علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی (۱۸۸۸ء تا ۱۹۶۳ء) نے ۱۹۳۱ء میں ڈالی تھی۔ تحریک کے اختلافی پہلوؤں سے قطع نظر موصوف کے علم و فضل میں کلام نہیں۔ ''تذکرہ'' ان کے علم و فضل اور فکر و بصیرت کا زندہ نمونہ ہے جو ۱۹۲۴ء میں منظرِ عام پر آیا تھا اور جس میں انھوں نے قرآن حکیم سے سائنٹفک انداز میں قوموں کی حیات و عروج کے دس اصول اخذ کر کے دلپذیر انداز میں بیان کیے تھے۔ ''تقریباً سات سال بعد علامہ صاحب نے اپنے نظریات کو عملی جامہ پہنایا اور ۱۹۳۱ء میں خاکسار تحریک کا آغاز کیا۔ ''سیدھا صف'' اور ''چپ و راست'' کہہ کر نوجوانوں کو فوجی قواعد سکھانا

شروع کیے۔ اس کے ساتھ ساتھ نظریاتی، فکری و ذہنی تربیت بھی شروع کر دی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے پورے برصغیر کے طول و عرض میں اللہ کے سپاہیوں کی منظّم قطاریں، جو اپنے امیر کے اشارے پر کٹ مرنے کو تیار تھے، جن میں اطاعتِ امیر کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا، پھیلتی گئیں۔ خاکسار سپاہیوں کی چپ و راست سے اس وقت کے بزرگ و جوان، مرد و زن ایک نئے ولولے سے سرشار ہو رہے تھے۔،(۲) اس ولولے کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بہت سے خاکسار، تحریک کے ساتھ اپنی وفاداری اور جان نثاری کے عہد نامے ''قلبی معاہدوں'' اور ''خونی معاہدوں'' (جو اپنے خون سے تحریر کیے جاتے تھے) کی صورت میں ''ادارۂ علّیہ'' اچھرہ لاہور کی خدمت میں ارسال کیا کرتے تھے جن کا اعلان تحریک کے ہفت روزہ رسالے ''الاصلاح'' میں شائع کر کے کیا جاتا تھا۔ تحریک کی تنظیم مرکزی اور علاقائی سطح پر مختلف عہدوں پر مشتمل ہوا کرتی تھی۔ نامزدگیوں کے علاوہ بعض عہدوں، مثلاً ''سالاری'' کے لئے باقاعدہ تحریری امتحان بھی منعقد ہوا کرتا تھا جس کے نصاب کی نشاندہی ''الاصلاح'' میں کر دی جاتی تھی جو عموماً قرآن و حدیث اور مسلمانوں کے عصری مسائل کے حوالے سے تجویز کیا جاتا تھا۔ امتحان کا ایک حصّہ عملی بھی ہوتا تھا۔(۳) عہدیداروں اور عام خاکساروں کو ''ادارہ علّیہ'' کی طرف سے مختلف موقعوں پر احکام دیے جاتے تھے اور نظم و ضبط کا یہ عالم تھا کہ احکام کی خلاف ورزی یا کسی اور بے قاعدگی کی صورت میں بغیر کسی تمیز و تفریق کے مختلف قسم کی سزائیں دی جاتی تھیں جن میں کوڑے کھانے کی سزا بھی شامل تھی۔ خاکسار تحریک کا ایک نمایاں پہلو فی سبیل اللہ خدمتِ خلق تھا۔ آفاتِ سماوی کے ناگہانی موقعوں پر ہی نہیں، عام دنوں میں بھی یہ سلسلہ جاری رہتا تھا۔ اور ترغیب و تحریک کی غرض سے انعام دینے کے علاوہ ''الاصلاح'' کے شماروں میں ''خدمتِ خلق'' کے عنوان سے ایک مستقل کالم میں اس کی تشہیر بھی کی جاتی تھی۔

چونکہ خاکسار تحریک ایک نیم عسکری تنظیم تھی اور خاکساروں کے لئے مخصوص خاکی وردی اور بیلچے سے ایسی نظر بھی آتی تھی، اس لئے انگریز حکومت اسے اپنے خلاف ایک منظّم سازش اور باغی جماعت تصوّر کرتی تھی اور سچی بات تو یہ ہے کہ اس میں کسی قدر صداقت بھی

تھی۔ چنانچہ ۱۹۴۰ء میں اس جماعت پر پابندی لگادی گئی۔(۴) اگرچہ یہ جماعت پابندی کے باوجود قائم رہی اور اپنا کام بھی کرتی رہی مگر اس میں پہلے جیسی شدت برقرار نہ رہ سکی۔ قیامِ پاکستان کے بعد کی حکومتوں نے بھی اسے سر اٹھانے کا موقع نہ دیا۔ بعد کے ادوار میں قیادت کا مسئلہ بھی آڑے آیا اور یوں یہ جماعت بکھر کر رہ گئی۔ کہنے کو تو خاکسار تحریک آج بھی موجود ہے مگر جہاں تک اس کی ''فعالیت'' کا تعلق ہے' اس کا وجود قصۂ پارینہ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس نوع کی اکثر تحریکوں کی طرح خاکسار تحریک کو بھی بدیشی حکمرانوں سے زیادہ اپنوں کے ہاتھوں نقصان پہنچا۔

اگرچہ خاکسار تحریک برصغیر کے مسلمانوں کو کسی خاص منزل پر پہنچانے سے قاصر رہی اور ابتدائی برسوں ہی میں جمہوری انداز کے بجائے اس پر آمرانہ رنگ چڑھنے لگا، تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ علامہ مشرقی کے پیغام میں کشش بہت تھی۔ یہ پیغام کسی ''ملّائے مکتب'' یا ''زاہدِ خشک'' کا پیغام نہیں تھا بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے فروغ کے لئے جذبۂ جہاد سے سرشار ایک باعمل عالم کا پیغام تھا۔ چنانچہ اس کا اثر محض عوام الناس ہی نے قبول نہیں کیا بلکہ بہت سی نامور وممتاز شخصیات اور اربابِ علم وادب بھی اس کے حلقۂ اثر میں آگئے۔ ''الاصلاح''۔ لاہور کے صرف ۱۹۳۹ء کے شمارے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ سندھ کی معروف سیاسی شخصیت جی۔ ایم۔ سیّد (۵)، ایڈیٹر ماہنامہ نیرنگِ خیال، لاہور حکیم محمد یوسف حسن (۶) اور ایڈیٹر روزنامہ احسان، لاہور وقار انبالوی (۷) نے باقاعدہ خاکسار تحریک میں شمولیت اختیار کی۔ ظفر علی خان نے نظم ونثر (۸) اور احسان دانش نے نظم (۹) کے ذریعے اس کی حمایت کی۔ اہم تر بات یہ ہے کہ خواجہ حسن نظامی نے بھی اخبار ''منادی'' اور دیگر ذرائع سے خاکسار تحریک کی بھرپور حمایت کی حالانکہ وہ خود صاحبِ سلسلہ صوفی تھے۔(۱۰) ان مثالوں سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خاکسار تحریک کے دورِ عروج یعنی رواں صدی کی چوتھی دہائی میں عوام کے ساتھ ساتھ خواص کو بھی اس تحریک نے اپنی طرف متوجہ کرلیا تھا۔ راشد بھی اس تحریک سے اثر قبول کیے بغیر نہ رہ سکے۔ اور ۱۹۳۷ء میں باقاعدہ خاکسار ہوگئے۔ بلکہ مذکورہ بالا شخصیات نے راشد کے

بہت بعد میں تحریک کی حمایت کی۔

راشد کے اس تحریک میں شامل ہونے کا فوری سبب کیا تھا؟ تیس اکتیس سال بعد انھوں نے اس سوال کا جواب نسرین انجم بھٹی کو دیے گئے تحریری مصاحبے میں ان الفاظ میں دیا:

''میرے خاکسار تحریک میں شامل ہونے کا باعث۔ براہِ راست سبب۔ غالبًا ایک نفسیاتی بحران تھا جس کا میں یکایک شکار ہوگیا تھا۔ آج اس کا اعتراف کرتے ہوئے ندامت نہیں ہوتی۔ واقعہ یوں ہے کہ ملتان میں ہمارے گھر پر اکثر ایک بھکارن آیا کرتی تھی جس کے ہاتھ چٹے گورے اور چہرہ نقاب میں پوشیدہ ہوتا تھا۔ اکثر اس کا چہرہ دیکھنے کی ترغیب پیدا ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ خدا کا کرنا یوں ہوا کہ میری بیوی میکے گئی ہوئی تھیں اور یہ بھکارن خیرات مانگنے آئی۔ شیطان نے کہا کہ اس کو ترغیب دو کہ اندر آجائے۔ وہ اندر آگئی تو میں نے اس کے چہرے سے نقاب اٹھادی۔ اس کی صورت نہایت کریہہ اور غلیظ تھی اور میں سخت مایوس ہوا۔ لیکن اس عورت نے وہاں سے نکل کر محلے کے ایک گھر میں واویلا مچادیا جس کی مجھے خبر نہیں ہوئی۔ جب بہت دنوں کے بعد بیوی ملتان واپس آئیں تو ہمسائی نے کہا۔ ''اپنے میاں کے کرتوت تو دیکھو۔'' اس پر صفیہ بہت روئیں اور بہت شور مچایا۔ اور میں نے ہزار وضاحت کی کہ یہ محض شوخی تھی جو میں نے کی۔ لیکن وہ نہیں مانیں اور بہت دنوں تک جھگڑا چلتا رہا۔ ایک دن میں نے یکایک اعلان کردیا کہ میں خاکسار تحریک میں شامل ہوگیا ہوں۔ نمازیں شروع کردیں اور محلّے کے لوگوں کو جگا جگا کر نماز پڑھانا اختیار کرلیا۔ پریڈوں اور خدمتِ خلق کا نشہ الگ سوار ہوگیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب باتیں گویا گناہ کے احساس کو دھونے کی کوششیں تھیں اور کچھ محلے کے لوگوں کو متاثر کرنے کی کہ میں اتنا برا آدمی نہیں ہوں جتنا وہ سمجھتے ہوں گے۔''(۱۱)

اگر چہ اس طرح کا واقعہ ممکن الوقوع ہے، تاہم اسے بعض شواہد کے ہوتے ہوئے راشد کی خاکسار تحریک میں شمولیت کا سبب سمجھ لینا دشوار ہے۔ دراصل راشد کا یہ بیان اس زمانے کا ہے جب وہ خاکسار تحریک میں اپنی شمولیت کو جوانی کا گناہ سمجھنے لگے تھے اور اس پر کسی قدر شرمندگی محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے اس کا نفسیاتی جواز تلاش کرنے کی کوشش کی ہے جو راقم کے نزدیک ''عذرِ گناہ'' سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ حقیقت یہ ہے کہ شمولیت سے بھی دو سال قبل راشد کو خاکسار تحریک سے گہری دلچسپی پیدا ہوگئی تھی اور وہ اسے تقویت دینے کی فکر کرنے لگے تھے۔ ۲۹۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو م۔ حسن۔ لطفی کے نام مرقومہ خط میں لکھتے ہیں:

''آپ کو شاید علم نہیں کہ میں مسلمانوں کی تمام جماعتوں اور تحریکوں میں سب سے زیادہ ''خاکسار'' تحریک کا مداح ہوں بلکہ خود اس میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اس میں شامل ہو جائیں تو اس تحریک کو بے حد فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ آپ کی رگوں میں خون ہے اور علامہ مشرقی کے علاوہ فی الحال اس تحریک کا کوئی برگزیدہ رکن ایسا نہیں جو اتنا خون گرم ہو۔'' (۱۲)

م۔ حسن۔ لطفی نے راشد کی اس تبلیغ کا اثر قبول کیا۔ اس کے ثبوت میں وہ خط پیش کیا جاسکتا ہے جو نومبر ۱۹۳۶ء میں لطفی نے لدھیانہ سے علامہ مشرقی کے نام لکھا۔ اگرچہ م۔ حسن۔ لطفی باقاعدہ ''خاکسار'' نہیں تھے، تاہم خط کے آخر میں انھوں نے اپنے نام کے ساتھ بطور سابقہ خاکسار کا لفظ استعمال کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''......میں عنقریب خاکسار تحریک کے لئے ایک پرزور اپیل شائع کروں گا۔ خدا آپ کو دنیائے اسلام کی آزادی اور سربلندی کے عزائم میں بیش از بیش کامیابی دے۔ جہاں تک عمل کا تعلق ہے، ہندوستان میں خاکسار تحریک سے بہتر کوئی تحریک نہیں ہے۔'' (۱۳)

یوں راشد کا ''عذرِ گناہ'' بے وقعت سا ہو کر رہ جاتا ہے کیونکہ ان کی ترغیب پر تو اور لوگ

بھی اس تحریک کی طرف راغب ہوئے

اگرچہ راشد نے ''تذکرہ'' اور ''الاصلاح'' کے پرچوں کا مطالعہ کر کے بھی خاکسار تحریک سے گہرا اثر قبول کیا تاہم تحریک میں شامل ہونے کا فوری محرک خدمتِ خلق کا ایک عملی مظاہرہ تھا جس کے راوی خواجہ کریم بخش ہیں جو اس زمانے میں اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز کے ماتحت کیمپ کلرک کی حیثیت سے ملتان میں تعینات تھے اور بستی باغباناں، نواں شہر میں رہائش پذیر تھے۔ وہ خاکسار تھے اور ان کی حیثیت ''سالارِ ادارۂ مرکزی'' کی تھی لیکن جائے ملازمت کے سبب ''ادارۂ علیہ'' کی طرف سے اس وقت انھیں ملتان میں تعینات کیا گیا تھا۔ امیر جماعت کی طرف سے انھیں ہدایت تھی کہ وہ حسین آگاہی کے علاقے میں موجود جماعت کو منظم اور عمل پر آمادہ کریں۔ نواں شہر میں اس وقت تک جماعت سرے سے موجود ہی نہ تھی۔ راشد کے والد کا ملتان سے تبادلہ ہو چکا تھا اور وہ شادی کے بعد خواجہ کریم بخش کے گھر کے پاس ہی شیخ عبدالرحمٰن کے مکان کی انیکسی میں کرائے پر رہائش پذیر تھے۔ راشد اور خواجہ کریم بخش بعد میں تو بہت گہرے دوست بن گئے مگر اس وقت تک محض چہرہ شناسی کا مرحلہ ہی طے ہوا تھا اور آتے جاتے ہمسائگی کے سبب علیک سلیک ہو جاتی تھی۔ کبھی کبھی یہ راشد کو ازراہِ تبلیغ خاکسار تحریک کا لٹریچر بھی دے دیا کرتے تھے۔ خواجہ کریم بخش اور راشد کے گھروں کے درمیانی علاقے میں گورنمنٹ ہائی سکول ملتان کے سیکنڈ ماسٹر محمد حفیظ کی جائے رہائش تھی۔ ہوا یوں کہ ان کی آٹھ نو سالہ بیٹی ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہوگئی۔ ایک تو ماسٹر محمد حفیظ خواجہ کریم بخش کے پاس مقیم ان کے چھوٹے بھائیوں خواجہ محمد حسین اور خواجہ غلام محمد کے استاد تھے اور دوسرے یہ کہ حقِ ہمسائیگی بھی رکھتے تھے۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ خواجہ کریم بخش ''خاکساری'' کے جذبے کے تحت صبح و شام بچی کی تیمارداری کے لئے ان کے ہاں جاتے تھے اور ہر روز ڈیڑھ دو میل کے فاصلے پر علاقہ حرم گیٹ میں واقع ڈاکٹر مقبول کے دواخانے سے بائیسکل پر دوا لا کر دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ بہت دنوں تک جاری رہا۔ مگر وہ بچی جانبر نہ ہوسکی۔ یہ واقعہ ۱۹۳۷ء کا ہے۔ راشد اس واقعے سے بہت متاثر ہوئے اور بعد میں خود اس کا اعتراف خواجہ کریم بخش سے کیا۔ ماسٹر محمد حفیظ کی بچی کی تعزیت

کے لئے آنے والوں میں راشد بھی تھے۔ بیٹھے بیٹھے سیاست پر گفتگو ہونے لگی جو ہوتے ہوتے خاکسار تحریک تک پہنچ گئی۔ خواجہ کریم بخش راقم کو انٹرویو دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

''راشد صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ ''آخر خاکسار کرتے کیا ہیں''؟ میں نے جواب دیا کہ ''شام کو اکٹھے ہوکر پریڈ کرتے ہیں' اس کے بعد مغرب کی نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور پھر خدمتِ خلق کرتے ہیں۔'' میں نے یہ بھی کہا کہ ''یہ ایک آدمی کا نہیں' جماعتی کام ہے۔'' راشد صاحب نے کہا: ''آپ یہ کام یہاں کیوں نہیں کراتے''؟ میں نے کہا: ''یہاں جماعت ہی نہیں ہے تو میں پریڈ کس کو کراؤں؟'' راشد صاحب نے کہا: ''آپ شروع کریں' میں آپ کے ساتھ ہوں۔'' انھوں نے اسی شام میرے ساتھ پریڈ کرنے کا وعدہ کیا اور اپنے ساتھ اپنے پھوپھی زاد بھائی عبدالحفیظ کو بھی تیار کرلیا جو ان دنوں ان کے ساتھ ہی رہتا تھا۔ میں نے بھی اپنے دونوں بھائی تیار کرلیے۔ چنانچہ پہلے دن چھ سات آدمیوں نے بیلچوں کے بجائے ہاتھوں میں چھڑیاں لے کر پریڈ کی۔ بعد میں میں نے حسین آگاہی میں جماعت کو حکم دیا کہ سب لوگ نواں شہر میں آکر پریڈ کیا کریں۔ چنانچہ وہ بھی وہاں آنے لگے۔''

اس طرح راشد کی شمولیت سے خاکسار تحریک حسین آگاہی کے ساتھ ساتھ نواں شہر ملتان میں بھی شروع ہوگئی۔ یہ سلسلہ اکتوبر ۱۹۳۷ء میں شروع ہوا۔ اس پر خوش ہوکر خواجہ کریم بخش نے علامہ مشرقی کے نام ایک طویل خط لکھا جسے ''الاصلاح'' کی ۵۔نومبر ۱۹۳۷ء کی اشاعت میں ''مراسلات'' کی ذیل میں ''ملتان میں تحریک کا مکرّر اجراء'' کے زیرِ عنوان شائع کیا گیا۔ اس میں لکھا گیا ہے:

''......اب جو تحریک کا امید افزا نیا دور شروع ہوا ہے، وہ اس لئے ہر لحاظ سے مبارک اور اپنے آپ میں کامیابی کی امیدیں رکھتا ہے کہ محترم ن م راشد، ایم۔اے کمشنرز

آفس ملتان......میدانِ عمل میں کود پڑے ہیں۔ محترم ن م راشد ایک اعلیٰ خاندان کے قابل اور قومی درد رکھنے والے مفکر اور مدبر ہیں......آپ اپنی وسیع معلومات، اخلاص، بلند حوصلگی، اعلیٰ اخلاق، علمی قابلیت، اثر ورسوخ سے جو ان کو حاصل ہے، ملتان جیسے شہر میں ضرور تحریک کو فروغ دے کر چھوڑیں گے۔ صاحب موصوف کا ارادہ تھا کہ علامہ صاحب کی خدمت میں لکھا جائے کہ ''قولِ فصیل'' کا ترجمہ انگریزی زبان میں بھی کیا جائے......چنانچہ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہی تکلیف کریں اور اس کا ترجمہ کریں......فی الحال میں پریڈ کراتا ہوں۔ میرے دورہ پر جانے کے بعد چودھری حبیب اللہ خان صاحب کام کو سنبھالیں گے۔ لیکن چونکہ ان کی ملازمت بھی دورہ والی ہے اس لئے آج ہم نے زیرکمان محترم ن م راشد پریڈ کی تاکہ وہ خود اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے کر چلائیں۔'' (۱۴)

راشد کے علم وفضل، جذبۂ خدمت اور اعلیٰ کارکردگی کو دیکھتے ہوئے خواجہ کریم بخش نے بہت جلد ''ادارہ علّیہ'' کو لکھنے کے ساتھ ساتھ علامہ مشرقی سے ذاتی طور پر سفارش کی کہ انھیں سالارِ شہر مقرر کردیا جائے۔ چنانچہ صرف دو ماہ کے قلیل عرصے میں انھیں سالار کا درجہ حاصل ہوگیا۔ اگرچہ باقاعدہ احکام بعد میں جاری کیے گئے مگر ۲۴۔دسمبر ۱۹۳۷ء کے ''الاصلاح'' میں چوہدری حبیب خان کی اطلاع پر ''ملتان میں خاکساروں کا شاندار مظاہرہ'' کے زیرِ عنوان شائع ہونے والی خبر میں بھی راشد کے نام کے ساتھ ''سالار'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے:

''خاکسارانِ ملتان نے زیرِ قیادت ن م راشد، ایم۔اے سالار ملتان، عید کے موقع پر شہر کے مختلف حصوں میں پریڈ کی اور آخر میں عیدگاہ میں جاکر نمازِ عید ادا کی گئی۔ عید کے بعد عام پبلک میں ایک ہزار اشتہار تقسیم کیے گئے۔ جن میں خاکسار تحریک کی ضرورت' غرض اور غایت' اور قواعد وضوابط درج کیے گئے تھے۔ لوگوں پر

مظاہرہ کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا اور اشتہارات کے پڑھنے پر کئی لوگوں نے تبادلہء خیالات کیا اور تحریک میں عملی امداد دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد خاکسار شہر کے دوسرے حصے سے مارچ کرتے ہوئے ایک بجے کے قریب واپس گھر پہنچے۔ عید کے موقع پر کئی جگہ بیلچوں کے ساتھ زمین صاف کر کے نماز پڑھنے کے لئے جگہ بنائی گئی کیونکہ عیدگاہ میں جگہ تنگ تھی اور ہجوم زیادہ تھا۔'' (۱۵)

''ادارۂ علیہ'' کی طرف سے راشد کو ''سالارِ شہر ملتان'' مقرر کرنے کے احکام ۳۱۔جنوری ۱۹۳۸ء کو جاری کیے گئے جو ۱۱۔فروری ۱۹۳۸ء کے ''الاصلاح'' میں شائع ہوئے:

''۳۱۔جنوری: نمبر ۲۴۴۲۔ کریم بخش سالار ادارۂ مرکزی کی عمدہ رپورٹ پر آج کی تاریخ سے تاحکم ثانی ن م راشد، ایم۔اے کو سالارِ شہر ملتان مقرر کر کے حکم دیا جاتا ہے کہ جلد شہر میں نئی جماعتوں کا قیام شہر اور صدر میں کرے۔'' (۱۶)

سالارِ شہر مقرر ہونے کے بعد راشد کے عمل میں اور بھی زیادہ تیزی آ گئی۔ پریڈ کرانے کے ساتھ ساتھ وہ رات گئے تک تبلیغ کیا کرتے تھے۔ علم تو ان کے پاس تھا ہی، اب وہ مشاہیرِ عالم اور اکابرِ اسلام کے سوانح حیات کے حوالے دے دے کر تقریریں کرتے اور لوگوں کو عمل پر اکسایا کرتے تھے۔ جماعت کی نفری بڑھانے کے لئے وہ کئی طرح کی عملی کوششیں کرتے اور انفرادی و اجتماعی سطح پر خدمتِ خلق کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ ''الاصلاح'' کے شمارے ان کی پر خلوص جذباتی کاوشوں کی شہادت دیتے ہیں۔ چند اقتباس دیکھیے:

''محترم ن م راشد کمشنرز آفس سالارِ ملتان لکھتے ہیں کہ تمام خاکسار شب و روز محنت سے کام لے کر دستخط حاصل کر رہے ہیں۔ خدا ہی ہمارا حامی و ناصر ہے۔ آج عید کے دن شہر کے بڑے بڑے بازاروں میں مارچ کیا گیا۔ تبلیغ کی گئی۔ تعداد بڑھانے کی کوشش جاری ہے.....'' (۱۷)

''محترم ن۔م۔راشد کمشنرز آفس، سالار ملتان لکھتے ہیں کہ چیف ایڈیٹر روزنامہ

''پاسبان'' ان دنوں میرے پاس مقیم ہیں۔ ان پر تحریک اور تین معروضات کا افادہ واضح کیا ہے۔ وہ اپنے روزنامہ میں زکوٰۃ کے موضوع پر عنقریب ایک اداریہ شائع کر رہے ہیں۔ محضرنامے پانسو کی تعداد میں شائع کرائے گئے ہیں۔ ہر ایک پر پچاس دستخطوں کی جگہ رکھی گئی ہے۔ اس وقت تک شہر میں پچیس خاکساروں کی تعداد ہو چکی ہے۔ ملتان کی بنجر زمین میں ساڑھے تین مہینے کی مسلسل تگ و دو ابھی تک صرف اتنا رنگ لا چکی ہے۔ مزید کوششیں جاری ہیں۔ حسین آگاہی میں بھی ایک جماعت قائم کی گئی ہے۔'' (۱۸)

''مورخہ 27/2/38 کو جب خاکسارانِ ملتان نے حسبِ حکمِ ادارۂ علیہ اپنے افسرانِ بالا کے مکانات پر جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی تو محترم ن م راشد ایم۔اے سالارِ ملتان نے اس موقع پر شہر ملتان کے چند معززین کو دعوت دی تھی۔ چنانچہ اس موقع پر از راہِ کرم ایک علم محترم مخدوم زادہ ولایت حسین صاحب ایم۔ایل۔اے اور ایک علم محترم مخدوم زادہ غلام نبی شاہ صاحب میونسپل کمشنر نے لہرایا۔ رسم کے بعد ہر دو صاحبان نے تحریک میں بطور معاون شامل ہونے کا اعلان کیا اور عہد نامے لکھ کر اسی وقت محترم سالارِ ملتان کے حوالے کیے۔ ان مقتدر اصحاب کی شمولیت سے ناظرین میں بے حد ولولہ پیدا ہوا اور محترم فقیر غلام حیدر صاحب، ماسٹر عبدالحفیظ، محترم مولوی مشتاق احمد، محترم چوہدری محمد دین، محترم شیخ عبدالرحمٰن بھی بطور معاون شامل ہوئے.....'' (۱۹)

''محترم ن م راشد ایم۔اے سالارِ ملتان لکھتے ہیں کہ ۴۔جون کو چودہ خاکسارانِ قادر پور بغرض تبلیغی دورہ اور مظاہرے روانہ ہوئے۔ اکثر خاکسار سائیکلوں پر سوار تھے۔ شام کی نماز گاؤں میں پڑھی۔ اور چھولداریاں اور اسلامی علم نصب کیا گیا۔ پہنچتے ہی منادی کرائی گئی۔ چنانچہ محترم مشتاق احمد صاحب معاون نے جو عربی اور

فارسی کے بڑے عالم ہیں، اصلاحِ رسوم کی ضرورت پر وعظ فرمایا۔ خاکسار اس دوران میں خدمتِ خلق کرتے رہے۔ اکثر لوگ حیرت زدہ تھے۔ وعظ کے بعد ایک شخص نے معاون مذکور کو کچھ رقم دینا چاہی جو انھوں نے واپس کر دی اور کہا کہ یہ میرا کام نہیں۔ گاؤں میں مارچ کیا گیا اور ایک مختصر سی جماعت قائم کی گئی جس کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔" (۲۰)

"محترم سالارِ ملتان نے چار ہزار دستی اشتہارات اور ساڑھے سات سو بڑے پوسٹر ملتان میں شائع کیے ہیں اور ملتان میں عمدہ عمل ہو رہا ہے۔"......(۲۱)

"محترم ن م راشد ایم۔اے، رخصتی سالارِ ملتان حال نوشہرہ، ضلع سرگودھا لکھتے ہیں کہ یہاں تحریک کی تبلیغ شروع کر دی ہے۔ اس پیر پرست علاقے میں کامیابی کی امید توقع سے بہت کم ہے۔ لیکن میں سرفروشانہ کوشش کروں گا اور امید ہے کہ کامیاب ہوں گا۔ چند اصحاب ہم خیال ہیں۔" (۲۲)

"محترم ن م راشد ایم۔اے سالارِ ملتان لکھتے ہیں کہ ۱۵۔ دسمبر کو محترم سر سکندر حیات خان وزیر اعظم پنجاب ملتان تشریف لائے۔ محترم کو اسلامیہ ہائی سکول کے سامنے خاکساروں کے ایک دستے نے سلامی دی۔ افسوس بے شمار سرکاری ملازمین جو مقامی جماعت میں عملاً شامل ہیں اپنی ڈیوٹی کے سبب محترم کی سلامی کے لئے حاضر نہ ہو سکے۔ ان کی طرف سے غائبانہ سلامی دی گئی۔ محترم نے سلامی خندہ پیشانی سے قبول کی۔" (۲۳)

"محترم ن م راشد سالارِ ملتان لکھتے ہیں کہ فلسطین جانے کے لئے پاسپورٹ کی درخواست کے پچاس فارموں کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر کو عرضی دے دی ہے۔ دفتر مذکور میں فارم موجود نہیں اس لئے دفتر نے وعدہ کیا کہ گورنمنٹ سے منگوا کر

جنوری ۱۹۳۹ء کے پہلے ہفتے میں بہم پہنچائے جائیں گے۔" (۲۴)

"۸۔ دسمبر کو اطلاع ملنے پر سالارِ ملتان سات خاکساروں کو ہمراہ لے کر سدوسام کی سڑک پر جہاں ایک تانگہ کو حادثہ پیش آیا تھا، پہنچا۔ تانگہ والا سڑک پر بے ہوش پڑا تھا۔ ہاتھوں اور چھاتی پر شدید زخم تھے۔ کان سے خون بہ رہا تھا۔ تانگہ بالکل ٹوٹ گیا تھا۔ گھوڑا بھی زخمی ہو کر پاس کھڑا تھا۔ تانگہ دوڑ میں بجلی کے کھمبے سے ٹکرا گیا تھا۔ کھمبے سے بجلی کی رو نکل رہی تھی۔ فوراً ایک خاکسار کو بجلی گھر روانہ کیا اور ایک خاکسار کو کھمبے کے پاس کھڑا کر دیا تا کہ کوئی راہ گیر نقصان نہ اٹھائے۔ خاکساروں نے تانگے اور گھوڑے کو کھینچا۔ سالار نے مجروح کو اوورکوٹ اور کمبل پہنایا۔ اور اس کو اس کے مکان محلّہ کوٹلہ تولے خان میں پہنچایا۔" (۲۵)

"محترم ن م راشد سالارِ شہر ملتان لکھتے ہیں کہ محترم حبیب خان سالارِ ضبط کی کوششوں سے لوہاری دروازہ ملتان میں ایک نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ جس میں فی الحال چودہ خاکسار شامل ہوئے ہیں۔" (۲۶)

"محترم ن م راشد سالارِ شہر ملتان لکھتے ہیں کہ ۱۷۔ اپریل کو تین بجے بعد دوپہر ملتان کے خاکسار سپاہیوں کے ایک دستہ نے جو تیس افراد پر مشتمل تھا محترمہ مس خدیجہ بیگم فیروز دین ایم۔اے۔ایل۔او۔ایل صدر آل انڈیا وومنز کانفرنس کو ایڈریس پیش کیا اور پانچ ضرب گولوں کی سلامی دی۔ محترمہ نے خاکساروں کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور دار الاقامت کے اندر مستورات کے ایک بھاری جلسے میں دو گھنٹے تک صرف خاکسار تحریک پر تقریر فرمائی...... ان کی تقریر نے ملتان کی نسوانی دنیا پر بہت حوصلہ افزا اثر ڈالا ہے۔" (۲۷)

"محترم محمد اسلم دکاندار کی فرمائش پر محلّہ چوبک زئی کی مسجد کے رستے کو تین گھنٹے کی

متواتر مشقت سے درست کر دیا۔ مندرجہ ذیل خاکساروں نے حصہ لیا۔ ن م راشد، اللہ بخش، میاں کریم، امام دین، عنایت اللہ، غلام محمد، اسحاق احمد، محمد ابراہیم، کریم بخش، محمد اشرف۔'' (۲۸)

''الاصلاح'' کے اس زمانے کے شماروں میں راشد کے حوالے سے اور بھی کئی اطلاعات اور خبریں مل جاتی ہیں۔ ان سے اور مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ بات بالکل واضح ہو کر سامنے آ جاتی ہے کہ راشد نے خاکسار تحریک کے فروغ کے لئے ہر محاذ پر اور ہر ممکن کوشش کی۔ انھوں نے عوام الناس کو اس تحریک کی اہمیت سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ خواص کو بھی متاثر کرنے کی کامیاب کوشش کی اور اربابِ اختیار کے دل میں اس تحریک اور اس کے پیروکاروں کے بارے میں نرم گوشہ پیدا کرنے کی تدبیر کی۔ انھوں نے خدمتِ خلق کے عملی مظاہروں کے ذریعے بھی تحریک کو مقبول بنایا۔ حقیقت یہ ہے کہ ملتان اور اس کے گردونواح میں خاکسار تحریک ان کے دم قدم سے پھلی پھولی۔ انھوں نے علمی سطح پر بھی علامہ مشرقی کی تائید وحمایت کی۔ اس ضمن میں ایک مثال قابل ذکر ہے۔ علامہ مشرقی سمجھتے تھے کہ لاہور کی مساجد کا رخ کعبہ کی جہت کے مطابق درست نہیں ہے۔ اس کا اظہار انھوں نے اپنی کسی تحریر میں کر دیا جس پر مولوی حضرات نے برہمی کا اظہار کیا۔ اس پر راشد نے علامہ مشرقی کی حمایت کی جو ''الاصلاح'' بابت ۲۶۔ اگست ۱۹۳۸ء میں ''جہتِ کعبہ'' کے عنوان سے شائع ہوئی، اس میں لکھا ہے:

''محترم ن م راشد سالارِ ملتان نے رسالہ ''قوس قزح'' لاہور، جون ۱۹۲۷ء کے صفحات بھیجے ہیں جن میں عنوانِ بالا سے ایک مضمون ماسٹر برکت علی آرٹسٹ بھاٹی دروازہ لاہور کا شائع ہوا ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ لاہور کی موجودہ مسجدوں کا رخ غلط ہے اور ساتھ ہی نقشہ دیا ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ لاہور سے کعبہ کس قدر جنوب ومغرب میں ہے۔ تعجب ہوتا ہے کہ یہی مولوی اس وقت کس مدہوشی میں تھے اور کیوں سیخ پا نہیں ہوئے حالانکہ یہ مضمون علامہ مشرقی سے گیارہ سال پہلے

کا لکھا تھا......'' (۲۹)

خاکسار تحریک کے ساتھ راشد کی وابستگی میں بہت شدت پائی جاتی تھی۔ وہ اپنے عمل کے ساتھ ساتھ وضع ولباس سے بھی ہمہ وقت خاکسار دکھائی دینا چاہتے تھے۔ اس حوالے سے غلام عباس نے ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے:۔

''ایک دفعہ گورنمنٹ کالج کی طرف سے انھیں دعوت دی گئی کہ وہ خاکسار تحریک کے بارے میں کالج کی ایک تقریب میں مقالہ پڑھیں اور کالج کے طلبا کو اس تحریک کے اغراض ومقاصد سے آگاہ کریں۔ راشد نے کہا: میں اس تقریب میں شامل ہونے کو تیار ہوں بشرطیکہ مجھے خاکساروں کی وردی پہن کر آنے اور ہاتھ میں بیلچہ اٹھانے کی اجازت ہو۔ کالج والوں کو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ چنانچہ راشد اپنی شرائط کے مطابق خاکساروں کی وردی پہن کر اور کندھے پر بیلچہ اٹھا کر کالج گئے۔ اور خاکسار تحریک پر ایک نہایت دلچسپ اور پرازمعلومات مقالہ پڑھا۔'' (۳۰)

اس واقعے کی تصدیق ڈاکٹر آفتاب احمد کی مندرجہ ذیل تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں انھوں نے کچھ مزید تفصیل بھی فراہم کی ہے:

''......اسی زمانے میں انھیں گورنمنٹ کالج میں مجلسِ اقبال کی ایک تقریب کے لئے دعوت دی گئی۔ راشد بیلچہ بردار خاکسار سالار کی وردی میں ملبوس کالج پہنچے اور جونہی کالج کے بیرونی گیٹ میں داخل ہوئے تو لاہور کے خاکساروں کے ایک جیش نے ان کو سلامی دی۔ مجلس میں راشد نے اپنا مقالہ پڑھا اور تقریب بخیر وخوبی انجام کو پہنچی۔ کوئی ہفتہ بھر بعد کالج کے انگریز پرنسپل کو پولیس کی طرف سے ایک رپورٹ آئی تو صوفی (تبسم) صاحب کی پیشی ہو گئی اور ان سے جواب طلب کیا گیا۔ صوفی صاحب نے پرنسپل کو سمجھایا کہ راشد کالج کے ایک نامور پرانے طالبعلم ہیں اور اسی

حیثیت سے ان کو مجلس اقبال کی ایک تقریب میں مدعو کیا گیا تھا۔ یہ کوئی خاکساروں کا اجتماع نہیں تھا۔ اس پر معاملہ رفع دفع ہو گیا۔'' (۳۱)

اگرچہ راشد ملتان کے سالار تھے' تاہم وہ جہاں کہیں بھی ہوتے، علامہ مشرقی کے احکام کی پابندی کی پوری پوری کوشش کرتے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض احکام بظاہر بڑے غیر انسانی اور مضحکہ خیز معلوم ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے احمد ندیم قاسمی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب راشد چند دنوں کی چھٹی گزارنے اپنے والدین کے پاس سرگودھا گئے تھے۔ احمد ندیم قاسمی سرگودھا سے چند میل کے فاصلے پر موجودہ ضلع خوشاب میں اپنے گاؤں انگہ میں مقیم تھے۔

''یہ سن کر کہ میں اپنے گاؤں میں مقیم ہوں، وہ چند میل کا فاصلہ پیدل طے کر کے میرے ہاں تشریف لائے۔ گرمیوں کا موسم تھا اس لئے میں پانی کا انتظام کرنے کو اٹھا۔ وہ میرا ارادہ بھانپ گئے اور بولے: ''پیاس تو مجھے ہے مگر میں آپ کو پہلے ہی بتا دوں کہ اگر آپ نے شربت پلایا تو آپ کو میری طرف سے ایک آنہ قبول کرنا ہوگا اور اگر سادہ پانی پلائیں گے تو جب بھی اس علاقے میں پانی اتنی مشکل سے فراہم ہوتا ہے کہ میں یہ پانی مفت نہیں پیوں گا۔ آپ کو اس کے ایک دو پیسے لینے ہوں گے۔ میں نے یہ سنا تو دم بخود رہ گیا۔ مہمان نوازی کی صدیوں کی روایات پر اس کاری ضرب نے مجھے چکرا ڈالا۔ میں نے عرض کیا: ''اگر میں آپ کو پانی پلانے کے دام وصول کروں تو یہ میرے لئے باعثِ شرم ہے۔'' وہ بولے: ''اور اگر میں دام ادا کیے بغیر پانی پیوں تو ان احکام کی خلاف ورزی کے مترادف ہے جو حضرت علامہ مشرقی نے ہم خاکساروں کے نام جاری فرمائے ہیں۔ میں نے کہا ''مگر میں پانی کے دام وصول کرنے سے معذرت چاہتا ہوں۔'' اور وہ بولے: ''اس صورت میں میں پانی پینے سے معذرت چاہتا ہوں۔'' (۳۲)

دراصل تحریک کے ساتھ راشد کی وابستگی اتنی شدید تھی کہ وہ احکام وقواعد پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ وہ سالار ہونے کے باوجود اپنے لئے کسی طرح کی رعایت بھی نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ غلام عباس کے بقول:

''ایک مرتبہ جب ان سے کوئی بے ضابطگی ہوئی تو انھوں نے سرِ بازار اپنے ہاتھ پاؤں بندھوا کر کوڑے کھائے۔ بڑے فخر سے کہا کرتے کہ نظم وضبط قائم رکھنے کے لئے اگر سالار خود مثال پیش نہ کرے تو کام کیسے چل سکتا ہے۔'' (۳۳)

راشد کی خاکسار تحریک کے ساتھ گہری قلبی وابستگی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ اپنے احباب کو بھی راغب کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ اہل علم اس تحریک کو باثروت بنائیں۔ چنانچہ اس ضمن میں آغا عبدالحمید کے نام لکھے گئے بعض خط دیکھے جا سکتے ہیں۔ ۱۳۔ فروری ۱۹۳۸ء کے مرقومہ خط میں لکھتے ہیں:

''شاید تمھیں ''خاکسار تحریک'' کے بارے میں غور وفکر یا مطالعہ کرنے کی مہلت نصیب نہیں ہوئی۔ ورنہ تمھارے جیسا شخص اسے ضرور پسند کرے...... یہ تحریک خالص اور کسی قدر ''شدید'' اسلام کے سوا کچھ نہیں ہے۔ بے پناہ اور بے ضرر خدمتِ خلق۔ بے حد اخوت اور محبت' عسکری تنظیم۔ اپنے امیر کی بے چون وچرا اطاعت۔ فی الحال اس تحریک کے پیش نظر کوئی سیاسی مقصد نہیں لیکن بعید نہیں کہ یہ کبھی ہندوستان کی تاریخ میں بے حد اہم حیثیت اختیار کرے۔'' (۳۴)

اسی طرح ۱۴۔ جولائی ۱۹۳۸ء کو لکھے گئے خط میں رقمطراز ہیں:

''اب تو بارہا اپنی گذشتہ نظموں کی یاوہ گوئی کی تہہ کو پہنچ کر ان سے کراہت محسوس کرنے لگتا ہوں۔ شاید تم خفا ہو جاؤ اور شاید یہ آداب کے خلاف ہو لیکن میں کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہندوستان اور بالخصوص ہندی مسلمان کے ''زندہ'' ہونے کا نسخہ ایک ہی ہے۔ خاکسار تحریک۔ اگر اس نسخے کو ہم نے استعمال نہ کیا تو ابدی ہلاکت

میں بہت کم مدت باقی ہے۔ خدارا دفتر ''الاصلاح'' اچھرہ لاہور سے کچھ کتابیں منگوا کر پڑھو۔ تم اسے ''صرف مذہب نہیں پاؤ گے۔ تمھیں معلوم ہوگا کہ کیا ہونے والا ہے۔ صرف آئندہ پانچ سال کے عرصے میں۔'' (۳۵)

جیسا کہ اوپر بیان ہوا، راشد خدمتِ اسلام کے جذبے سے سرشار ہونے کے باعث راتوں کو دیر تک تبلیغ کرتے رہتے۔ ابھی ان کی شادی کو صرف دو سال کا عرصہ ہی گزرا تھا۔ بیوی گھر میں پڑی پڑی اکتا جاتی تھیں۔ اگر چہ وہ خود ایک نیک عورت تھیں، تاہم خدمتِ اسلام کے لئے ہی سہی، راشد کا گھر سے تا دیر غائب رہنا، انھیں اچھا نہیں لگتا تھا۔ چنانچہ میاں بیوی میں لڑائی جھگڑا رہنے لگا اور اچھی بھلی ازدواجی زندگی تلخی کا شکار ہوگئی۔ راشد کی اہلیہ خاکسار تحریک کو ''سوت'' سمجھنے لگیں۔ اس سوت کے ہاتھوں تنگ آ کر انھوں نے خودکشی کی کوشش بھی کی۔ بزرگوں نے سمجھا بجھا کر معاملہ سلجھانے کی کوشش کی۔ خود راشد نے بھی حکمت اور تدبیر سے بیوی کو قائل کرنے کے لئے خط لکھے۔ ۵ جنوری ۱۹۳۸ء کو کسی کیمپ سے واپس ملتان پہنچ کر راشد نے لکھا:

''میں دو دن اور ایک رات خاکساروں کے کیمپ میں بسر کرنے کے بعد پرسوں شام یہاں واپس پہنچا ہوں۔ دن بھر پریڈ، شہر میں مارچنگ، کیمپ میں مصنوعی جنگ، رات کو خیموں میں سونا، بلا کی سردی، ٹھنڈی زمین، بھنے ہوئے چنے کھا کر گزارہ کرنا، عجیب زندگی تھی۔ یہ احساس کہ اس مردہ قوم کو ایک دردِ دل والے انسان نے پھر زندہ کر دیا ہے، نہایت ولولہ انگیز ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ تم اپنی قوم کے ساتھ کوئی محبت اور خاکساروں کے ساتھ کوئی ہمدردی ظاہر کرنے پر آمادہ نہیں ہوتیں۔ ورنہ تم یقین جانو کہ یہی تحریک مسلمانوں کو اپنی کھوئی ہوئی دولت دلانے والی ہے۔'' (۳۶)

ظاہر ہے کہ جب یہ خط لکھا گیا، راشد کی اہلیہ اس وقت ملتان میں ان کے پاس نہیں تھیں۔ اس ضمن میں ۲۶۔ نومبر ۱۹۳۸ء کا لکھا ہوا تفصیلی خط بطورِ خاص دیکھا جا سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیوی کچھ زیادہ ہی ناراض تھیں۔ لکھتے ہیں:

''خاکسار تحریک میں نے ایک مقدس فرض سمجھ کر شروع کی تھی اور میں توقع رکھتا تھا کہ تم اس میں میرے ساتھ برابر کی شریک ہوگی۔ تم اس نیکی کی قدر کرو گی جس کا موقعہ خاکسار تحریک مجھے دے رہی تھی۔ لیکن افسوس تم نے ناحق یہ سمجھ لیا کہ میں نے تم سے ''اکتا کر'' خاکسار تحریک میں شمولیت اختیار کی ہے۔ حالانکہ یہ بات ہرگز ہرگز نہ تھی۔ اور میں اب بھی اس بات پر مصر ہوں کہ حاشا وکلا خاکسار تحریک کبھی تمھاری محبت میں کمی کا باعث نہیں بن سکتی...... اس دل میں دنیا کی کوئی اور چیز ...... یہاں تک کہ خاکسار تحریک بھی جسے تم کم و بیش اپنی حریف سمجھنے لگی ہو، نہیں سما سکتی، خاکسار تحریک کی طرف درحقیقت میری اتنی توجہ بھی نہیں اور نہ کبھی تھی جتنی تمھاری طرف ہے۔ ہاں ممکن ہے میں نے ضد میں آ کر بعض اوقات اپنے آپ کو خاکسار تحریک میں زیادہ مشغول رکھا ہو اور تم سے بے اعتنائی برتی ہو لیکن صفیہ یہ نہیں ہو سکتا کہ تمھارے خیال پر دنیا کی کوئی اور چیز غالب آ سکے۔ ہاں کیا میرا اور تمھارا، ہم سب کا یکساں فرض نہیں کہ ہم اسلام کی کوئی خدمت کر کے اپنی آخرت کو بہتر بنانے کی کوشش کریں؟ کیا ہم اس قدر سنگدل ہو جائیں کہ اپنے ہم وطنوں کو ذلت اور مسکنت کے اس ہیبت ناک گڑھے سے نکالنے کی کوشش نہ کریں جس میں وہ صدیوں سے پڑے ہوئے ہیں...... میں اب اگر خاکسار تحریک کو چھوڑ دوں تو میں سخت دردناک عذاب سے ڈرتا ہوں جو عہد شکنی کے سبب مجھ پر طاری کیا جائے گا۔ ہاں یہ میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ اب جب کہ تحریک یہاں کسی قدر استوار ہوگئی ہے، میں تمھاری خاطر عمل بہت کم کر دوں گا بشرطیکہ تم تہِ دل سے تحریک کی حامی ہو جاؤ اور جب بالآخر قربانی کا وقت آئے، میرا ساتھ دو اور میرے ساتھ جب تک جیو ہنسی خوشی، صبر اور شکر سے دن گزارو...... تمھیں دوبارہ ملنے کی آرزو کی بے تابی کے باوجود وہ ہیبت ناک تصورات جو تمھاری خودکشی کی

کوششوں کے ساتھ وابستہ ہیں، میرے دل میں پیدا ہو کر میرا قلم روک لیتے ہیں.....(۳۷)

اس طویل خط کے مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ راشد کو خاکسار تحریک کے لئے سب سے بڑی جنگ گھر کے محاذ پر لڑنا پڑی۔ لیکن بالآخر وہ اس میں کامیاب ہوئے اور ان کی اہلیہ بھی، ان کی خاطر ہی سہی، خاکسار تحریک کی حامی ہو گئیں بلکہ تحریک میں شمولیت بھی اختیار کر لی۔ یہ واقعہ فروری ۱۹۳۹ کا ہے اور اس کی شہادت ''الاصلاح'' کے شمارے سے ملتی ہے:

''۱۴۔ فروری: محترم ن م راشد، ایم۔اے سالارِ ملتان لکھتے ہیں کہ میری اہلیہ نے خاکسار تحریک میں شمولیت کے لئے اپنا نام پیش کیا۔ پرسوں بروز جمعہ انھوں نے محترمہ والدہ وہمشیرہ میاں کریم بخش کے ہمراہ ایک غریب کے گھر جا کر اس کے بچوں کو نہلایا اور ان کے کپڑے دھو کر پہنائے۔ محترمہ والدہ میاں کریم بخش (سالار ادارہ مرکزی) نے بچیوں کے سروں میں تیل ڈالا۔ محترمہ اہلیہ چوہدری عبدالحمید تحصیل دار ملتان نے ایک کمرے میں جھاڑو دی۔'' (۳۸)

جیسا کہ ہم بالتفصیل دیکھ چکے ہیں، سالارِ شہر کے طور پر راشد نے ملتان میں خاکسار تحریک کو استوار کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ وہ اپنی اور اپنے ماتحت خاکساروں کی کارکردگی کی رپورٹ باقاعدگی کے ساتھ ''ادارۂ علّیہ'' کو ارسال کیا کرتے تھے۔ چنانچہ سالار ہونے کی حیثیت سے ان کی رپورٹ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مختلف خاکساروں کو مختلف عہدوں کی ذمہ داریاں تفویض کی جاتی تھیں اور ان میں ردوبدل کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ ''الاصلاح'' کے متعدد شمارے اس نوع کی تفصیل فراہم کرتے ہیں۔ (۳۹) یوں راشد اپنے فرائض منصبی احسن طریقے سے ادا کرتے تھے۔ ان کی اعلیٰ کارکردگی کی بنا پر بعض اوقات انھیں اضافی ذمہ داری بھی سونپ دی جاتی تھی۔ مثال کے طور پر دسمبر ۱۹۳۸ء میں ''اڈوری کیمپ'' کے لئے انھیں ''نائب سالارِ اول (محفوظ)'' مقرر کیا گیا۔ (۴۰) انتظامی حوالے سے راشد کا کارنامہ یہ ہے کہ ملتان میں پہلا

کیمپ انھی کی کوششوں سے منعقد ہوا۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ اگست ۱۹۳۸ء میں ادارۂ علّیہ کی طرف سے ملتان کے سالاروں اور خاکساروں کو ان الفاظ میں خبردار کیا گیا:

''۱۳۔ اگست: ملتان میں آج تک کیمپ نہیں ہوا۔ یاد رکھو عنقریب ادارۂ علّیہ کیمپ کی تاریخیں خود بخود مقرر کر دے گا۔ ادارۂ علّیہ اس پہلے کیمپ میں صرف ملتان سے کم از کم یک صد خاکسار چاہتا ہے۔ تعداد پوری نہ ہونے پر ہر سالار اور بااثر خاکسار کو سزا کے لئے تیار ہو جانا چاہیے۔ بااثر معاونوں کی تعداد کافی ہو چکی ہے۔ ان سے خاکساروں کی بھرتی میں مدد لی جائے۔'' (۴۱)

اس کے بعد سہ روزہ کیمپ کے لئے ۲۸ تا ۳۰ ستمبر ۱۹۳۸ء کی تاریخیں مقرر کر دی گئیں جو راشد کی رپورٹ پر بعد میں ایک دن آگے بڑھا دی گئیں۔ اس مجوزہ کیمپ کے لئے راشد کو ''سالارِ اول'' مقرر کیا گیا۔ (۴۲) لیکن یہ کیمپ چھ ماہ تک منعقد نہ ہو سکا۔ بالآخر اس کیمپ کے انعقاد کے لئے ۸ تا ۱۹ اپریل ۱۹۳۹ء کی تاریخیں مقرر کی گئیں۔ راشد کو اس ضمن میں ''نائب سالارِ اول'' کی ذمہ داری سونپی گئی۔ (۴۳) چنانچہ اس بار یہ کیمپ دھوم دھام سے انعقاد پذیر ہو گیا۔ اس کی جو رپورٹ راشد نے ادارۂ علیہ کو ارسال کی، وہ کچھ یوں تھی:

''۱۹۔ اپریل: محترم ن م راشد سالارِ شہر ملتان لکھتے ہیں کہ ۷، ۸، ۹، اپریل کو بحکم ادارۂ علّیہ کیمپ منعقد کیا گیا۔ حاضری ۱۰۷ تھی۔ شہر ملتان کا یہ پہلا کیمپ تھا اور کافی آب وتاب سے ہوا۔ مختلف قسم کے مشاغل مثلاً کبڈی، رسہ کشی، دوڑ وغیرہ وغیرہ بھی ہوئیں اور خاکساروں نے نہایت مہربانی ظاہر کی۔ تمام شہر کا مارچنگ بھی کیا، اور پبلک بیحد متاثر ہوئی۔ جنگ بھی اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی۔ دو توپیں جو دو فرلانگ تک گولہ پھینک سکتی تھیں، استعمال کی گئیں۔ جنگ کے بعد خطبہ محترم فقیر غلام حیدر سالارِ اول نے دیا۔ نیا خطبہ لکھنے کی بجائے بہٹراچ کیمپ کا خطبہ پڑھ کر سنایا اور اس کی تشریح ملتانی زبان میں کی۔'' (۴۴)

یہ کیمپ خاکسار تحریک کے ساتھ راشد کی وابستگی کا نقطۂ عروج ہی نہیں، نقطۂ انجام بھی

ثابت ہوا۔ راشد جتنے زور شور سے اس تحریک کے ساتھ وابستہ رہے اتنی ہی خاموشی سے انھوں نے اسے چھوڑ بھی دیا۔ انھوں نے آل انڈیا ریڈیو میں پروگرام اسسٹنٹ کی اسامی کے لئے درخواست دے رکھی تھی۔ وہاں سے بلاوا آیا تو وہ ’’ادارۂ علیہ‘‘ کو اطلاع دیئے بغیر ملتان چھوڑ کر لاہور آ گئے جہاں سے انھیں چند روز کے بعد دلی کے لئے روانہ ہونا تھا۔ (۴۵) ضابطوں کی سختی سے پابندی کرنے والے راشد جب اس بے ضابطگی کا شکار ہوئے تو ادارۂ علّیہ کی طرف سے اس ناپسندیدہ حرکت کی باز پرس کی گئی:

’’۲۰ مئی۔ نمبر ۳۸۴۹ ن م راشد، ایم۔ اے، سالارِ ملتان جو اپنی سرکاری ملازمت کے سلسلے میں تبدیل ہو کر آیا ہے، یکم جون تک ادارۂ علّیہ میں تشریح کرے کہ اس نے بلا اجازت اور رخصت کیوں اور کس کے حکم سے ملتان چھوڑا اور چھوڑنے سے پہلے کیوں باضابطہ چارج دینے کی اجازت ادارۂ علّیہ سے نہیں لی۔ اگر تشریح تسلی بخش نہ ہوئی تو سزا کے احکام نافذ ہوں گے۔‘‘ (۴۶)

راشد اس وضاحت طلبی سے قبل ہی دلّی جا چکے تھے۔ اس کے بعد ’’الاصلاح‘‘ کے اوراق راشد کے ذکر اور ان کی خدمات کے تذکرے سے خالی دکھائی دیتے ہیں۔ ۱۳۔ مئی ۱۹۳۹ء سے ملتان شہر کا سالار راشد کی جگہ ڈاکٹر بشیر احمد کو بنا دیا گیا۔ (۴۷) یوں خاکسار تحریک کے ساتھ راشد کی وابستگی کا دورانیہ ڈیڑھ سال بنتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ جو تحریک راشد کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ بنی ہوئی تھی، اسے انھوں نے اتنی آسانی سے چھوڑ کیسے دیا؟ آیا اس کا سبب ملتان سے ترکِ سکونت تھا یا ریڈیو کی ملازمت؟ ایسا سمجھنا اس لئے درست نہ ہوگا کہ راشد اس سے قبل بھی سرکاری ملازمت ہی میں تھے بلکہ ملازمت میں آنے کے دو سال بعد انھوں نے خاکسار تحریک میں شمولیت اختیار کی تھی۔ اسی طرح خاکسار تحریک تو برصغیر کے طول و عرض میں پھیل چکی تھی، ملتان سے ترکِ سکونت کے بعد بھی راشد اگر چاہتے تو کہیں بھی رہتے ہوئے اس کے ساتھ وابستہ رہ سکتے تھے۔ دراصل شدت پسند اذہان کی وابستگی اور علیٰحدگی میں بہت زیادہ فاصلہ نہیں ہوا کرتا۔ جب تک راشد کی ذہنی تشفی

ہوتی رہی وہ خاکسار تحریک کے مؤید و علمبردار رہے، مگر جونہی ان کے ذہن میں پیدا ہونے والے سوالوں کا تسلی بخش جواب نہ ملا، ان کی شدت جھاگ کی طرح بیٹھ گئی، شاید وہ بہت جلد جان گئے تھے کہ علامہ مشرقی کے فلسفے سے وہ مطمئن نہیں ہو سکتے۔ ان کے صاحبزادے شہریار راشد لکھتے ہیں:

’’...... ایک دفعہ انھوں نے مجھ سے اس کا ذکر کیا تھا۔ کہنے لگے کہ میرا سوال یہ تھا کہ اس تحریک کا منتہا کیا ہے۔ پھر یہ کہ علامہ صاحب اس تحریک کو صرف سامراج کے خلاف جدوجہد کی حد تک محدود رکھنا چاہتے ہیں یا اس کے ذریعے ملک کی عسکری تنظیم کے خواہاں ہیں۔ میرے ان سوالوں کا کسی نے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا۔‘‘ (۴۸)

اس غیر یقینی صورت حال میں مستقبل محض ہیولیٰ بن کر رہ گیا تھا اور سوچنے سمجھنے والوں کے لئے یہ بات پریشان کن تھی۔ دوسرے یہ کہ خاکساروں کے لئے ہر حال میں اطاعت کا درس دینا ’’امیر‘‘ کو ’’آمر‘‘ تسلیم کروانے کے مترادف تھا۔ راشد جیسے انسان کے لئے جو فطرتاً باغی تھا، آمریت کے ساتھ نباہ کرنا بے حد مشکل تھا۔ چنانچہ مالک رام کے الفاظ میں یہ ’’آمریت ان کے حلق سے نہ اتر سکی۔‘‘ (۴۹) اس حوالے سے راشد کے دوست آغا عبدالحمید لکھتے ہیں:

’’...... سوال یہ تھا کہ کیا خاکسار تحریک میں ایسی صلاحیت تھی کہ وہ مستقبل کے لئے کوئی قابل عمل اور سود مند نظام پیدا کر سکے۔ راشد جلد ہی یہ جان گئے کہ خاکسار تحریک کا نظام صرف ایک آمر ہی پیدا کر سکتا ہے۔ عوام کا زندگی سے ناتا نہیں جوڑ سکتا۔‘‘ (۵۰)

چنانچہ خاکسار تحریک کے ساتھ اوروں کا تعلق جوڑتے جوڑتے راشد خود اس سے بے تعلق ہو کر رہ گئے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) راشد نے ۱۹۳۲ء میں ایم۔اے (معاشیات) کا امتحان پاس کرنے کے بعد تین ساڑھے تین سال کا عرصہ بیکاری میں گزارا۔ بالآخر انھیں کمشنرز آفس ملتان میں ماہوار بیالیس روپے (معیّن) پر ریکارڈ کیپر کی ملازمت ملی جسے انھوں نے زائدالعمر (over-age) ہونے کے خوف سے، کسی اعلیٰ ملازمت کی امید رکھتے ہوئے، بادل ناخواستہ قبول کرلیا۔ اس حیثیت سے وہ ۲۱۔ستمبر ۱۹۳۵ء تا ۲۴۔نومبر ۱۹۳۵ء یعنی دو ماہ تک کام کرتے رہے۔ ۲۵۔نومبر ۱۹۳۵ء کو راشد 60-2-30 کے سکیل میں ''سینئر کلرک'' بنا دیے گئے۔ یہ سلسلہ ۳۱۔اگست ۱۹۳۷ء تک جاری رہا۔ یکم ستمبر ۱۹۳۷ء کو انھیں عارضی طور پر 100-4-60 کے سکیل میں ''اسسٹنٹ'' بنا دیا گیا۔ اس حیثیت سے انھوں نے ۳۰۔اپریل ۱۹۳۹ء تک کام کیا۔ مجموعی طور پر راشد نے کمشنرز آفس ملتان میں ساڑھے تین سال سے چند دن زیادہ کا عرصہ گزارا۔ اس ملازمت کے ملتے ہی راشد کے والدین کی طرف سے شادی کے لئے اصرار ہونے لگا۔ چنانچہ ۳۰۔دسمبر ۱۹۳۵ء کو راشد اپنے ماموں مولوی عبدالرسول کی صاحبزادی صفیہ سلطانہ کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ [یہ معلومات ریڈیو پاکستان پشاور سے حاصل کردہ راشد کی سروس فائل، ان کے اعزہ و اقربا خصوصاً چھوٹے بھائی ف۔م۔ماجد سے کیے گئے انٹرویوز، شعر وحکمت۔ حیدرآباد دکن: شمارہ ۳، ن م راشد نمبر، ۱۹۷۱ء، نیا دور۔ کراچی: شمارہ ۷۱۔ ۷۲، ن م راشد نمبر، س۔ن اور بعض دیگر ذرائع سے حاصل کی گئی ہیں۔]

(۲) عائشہ انقلابی۔ خاکسار ڈاکٹر ''خاکسار تحریک'' مشمولہ، اخوت۔ لاہور: باب الاشاعت، خاکسار تحریک پاکستان، ۱۹۹۳ء۔ ص ۷

(۳) نمونے کے طور پر دیکھیے۔ (i) الاصلاح۔ لاہور: ہفت روزہ، جلد ۴، شمارہ ۲۲، ۴ جون ۱۹۳۷ء۔ ص ۴

(ii) الاصلاح۔ لاہور: ہفت روزہ، جلد ۴، شمارہ ۲۵، ۲۵ جون ۱۹۳۷ء۔ ص ۱۱

(۴) تفصیل کے لئے دیکھیے: عائشہ انقلابی۔ خاکسار، ڈاکٹر ''خاکسار تحریک'' مشمولہ اخوت۔ لاہور: باب الاشاعت' خاکسار تحریک پاکستان، ۱۹۹۳ء۔ ص ۷ تا ۱۲

(۵) علامہ مشرقی کے رقم کردہ ''مقالۂ افتتاحیہ'' مشمولہ الاصلاح بابت ۱۳۔جنوری ۱۹۳۹ء میں اڈوری کیمپ کی تفاصیل کے ضمن میں ''محترم جی ایم۔سیّد، ایم ایل اے کی تحریک میں شمولیت'' کے زیرِ عنوان مرقوم ہے: ''کیمپ کا ایک قابلِ ذکر واقعہ محترم سید غلام مرتضیٰ شاہ ایم ایل اے کی کیمپ میں شمولیت تھی۔ یہ صاحب سندھ کے سب سے بڑے سیاسی مقتدر اور بہت بڑے زمیندار ہیں۔ سندھ کی پہلی وزارت کو انھوں نے، جب وہ اسلامی مفاد کے مطابق نہ رہی، چشم زدن میں اور غیر متوقع طور پر گرا دیا اور متفق طور پر وزیرِ اعظم بننے کی پیشکش کو قبول نہ کیا۔ موجودہ وزارت ان کے ایما سے ہے اور اب نئی وزارت کی تعمیر ان کے ہاتھوں سے ہوگی۔ محترم کیمپ میں زمین پر سوئے۔ تحریک سے بے انتہا متاثر ہیں۔ کسی زمانے میں انگریزی لباس تھا، اب موٹے دیسی کپڑے ہیں۔ محترم نے کیمپ میں اعلان کیا کہ وہ باضابطہ تحریک میں شامل ہوتے ہیں۔ اس اعلان نے سب طرف کہرام مچا دیا۔ شاندار سلامی گولوں سے دی گئی۔''

[الاصلاح۔ لاہور ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۲، ۱۳۔جنوری ۱۹۳۹ء۔ ص ۴]

(۶) ''جناب محترم ایڈیٹر نیرنگِ خیال کی شمولیت'' کے زیرِ عنوان مدیر الاصلاح (شاہ دین) کی طرف سے ان الفاظ میں خبر شائع کی گئی: ''لاہور۔ ۲۵، مئی۔ آج لاہور کے مشہور ماہواری رسالے کے ایڈیٹر جناب محترم حکیم محمد یوسف حسن ایڈیٹر نیرنگِ خیال نے دفتر ''الاصلاح'' میں آکر بطور مجاہد تحریک میں شامل ہونے کا اعلان کیا اور معاہدہ بھرا۔ محترم کی شمولیت لاہور کے لئے باعثِ تقویت ہوگی۔ ملک احمد شفیع بی۔اے سالار لاہور کو ہدایت ہے کہ محترم کے ذریعے بیس خاکساروں کے بھرتی کے اعلان پر ان کی سلامی کی سفارش ادارہ علّیہ میں کریں۔''

[الاصلاح۔ لاہور ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۲۲، ۲۔جون ۱۹۳۹ء۔ ص ۶]

(۷) خبر کی اشاعت ''ایڈیٹر روزنامہ احسان کی تحریک میں شمولیت'' کے عنوان سے ان الفاظ میں عمل میں آئی۔ ''لاہور۔ ۱۰، نومبر۔ محترم وقار انبالوی ایڈیٹر روزنامہ احسان نے حسبِ ذیل معاہدہ پُر کر کے دیا ہے:

میں اقرارِ صالح کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے بطور مجاہدِ خاکسار شامل ہوں۔ سالار محلّہ متعیّنہ کے تمام احکام کا ہر صورت میں پابند رہوں گا اور روزانہ جماعت میں شامل ہوں گا۔ اور اسلام کی خاطر اپنی جان اور مال ہرگز عزیز نہ رکھوں گا۔''

[الاصلاح۔ لاہور ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۴۶، ۱۷۔ نومبر ۱۹۳۹ء۔ ص ۴]

(۸) (i) اگست ۱۹۳۹ء میں یو۔پی کی کانگریس حکومت نے خاکساروں کے ساتھ ٹکّر لی اور علاّمہ مشرقی کے علاوہ بہت سے خاکساروں کو قید کرلیا۔ اس پس منظر میں ظفر علی خاں نے 'خاکسار' کے عنوان سے مندرجہ ذیل نظم لکھی جو ''الاصلاح'' بابت ۲۲۔ ستمبر ۱۹۳۹ء میں اشاعت پذیر ہوئی:

''عربی عزم کے کچھ جا گتے جیتے پیکر   عجمی حزم کی اوڑھے ہوئے ہندی چادر
سربکف گھر سے نکل آئے ہیں اس قصد کے ساتھ   کہ ہو باطل کے ہر اک فیل سے ان کی ٹکّر
ما سوا (کی) کسی طاقت کا نہیں خوف ان کو   ان کے دل میں ہے فقط ہیبت ِ ربِّ اکبر
آنکھ میں موت کی تصویر اتر آتی ہے   نظر آتا ہے جب اغیار کو ان کا لشکر
ان کی تنظیم سے ہیں لرزہ براندام حریف   راز ہے غلبۂ اسلام کا جس میں مضمر
پنت جی ان کو کچلنے پہ تلے بیٹھے ہیں   اور نظر آتے ہیں بدلے ہوئے ان کے تیور
کہہ دے یو۔پی کی حکومت سے یہ جا کر کوئی   خاکسارانِ وطن را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد''

[الاصلاح۔ لاہور ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۳۸، ۲۲۔ ستمبر ۱۹۳۹ء۔ ص ۳]

بعد میں یہی نظم 'خاکسار کی آن' کے زیرِ عنوان ظفر علی خان کے مجموعۂ کلام ''چمنستان'' میں شامل ہوئی۔

[چمنستان۔ لاہور: پبلشرز یونائیٹڈ، ۱۹۴۴ء۔ ص ۲۴۵]

(ii) اسی پس منظر میں ''الاصلاح'' بابت ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں ''مولوی ظفر علی خان اور خاکسار تحریک'' کے زیرِ عنوان موصوف کا ایک پر جوش بیان مکرّر شائع ہوا جو انھوں نے ۹۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو حیدر آباد دکن سے جاری کیا تھا اور روزنامہ ''ہمدم'' ___ لکھنؤ میں ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو اشاعت پذیر ہوا تھا۔ اس کی عبارت یوں ہے:

''خاکساروں کی جماعت جس کی تعداد روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے، اپنے کھلے مسلک کے لحاظ سے ایک ایسی جماعت ہے جس کا نصب العین خدمتِ خلق اور غلبۂ اسلام ہے جس سے زیادہ شریفانہ مسلک اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ ان کی عسکری تنظیم اور ان کی بے مثل جماعت بندی اپنوں سے خراجِ تحسین حاصل کرچکی ہے اور اگر پرائے ان کی سرگرمیوں کو شبہ کی نظروں سے دیکھتے ہیں تو یہ

ایک بالکل قدرتی بات ہے۔ یو۔پی کی حکومت نے علامہ عنایت اللہ خان المشرقی کو قید میں ڈال کر اور ان کے ساتھ بہت سے خاکساروں کو جیل میں بند کر کے جو جابرانہ روش اختیار کی ہے اس کے خلاف طول و عرضِ ہند میں غم و غصہ کا اظہار کیا جارہا ہے۔ اسلام کے یہ سپاہی اس وقت یو۔پی میں اس شہری آزادی کے حقوق کے حصول کے لئے سختیاں جھیل رہے ہیں جو پچاس برس سے کانگریس کا مطمحِ نظر ہے۔ اور خاکساروں کو یہ حکم دینا کہ وہ اپنی وردی اتار پھینکیں، نشانِ اخوت کو اپنے ہاتھ سے ہٹائیں۔ پھر وہ بیلچہ جیسی بے ضرر چیز کو کاندھے سے اتار کر زمین پر رکھ دیں ورنہ گولیاں کھانے کے لئے تیار ہو جائیں، یہ ایک ایسی چیز ہے جسے کوئی مسلمان برداشت نہیں کرسکتا۔ میں حیدر آباد کے خاکساروں کی مجاہدانہ عزیمت سے توقع رکھتا ہوں کہ جس آزادی کا علم لے کر وہ آگے بڑھ رہے ہیں اسے جھکنے نہ دیں اور بڑھ کر پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیں۔ خدا ان کا یاسر ناصر ہے۔''

[الاصلاح۔ لاہور ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۴۳، ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء۔ ص ۳]

(۹) ''الاصلاح'' باب ۲۴۔ مارچ ۱۹۳۹ء میں نظم 'نغمۂ جہاد' (از محترم احسان دانش ناظم انجمن تعمیرِ ادب مزنگ لاہور) شاعر کے تمہیدی بیان 'چونکہ مجھے خاکسار تحریک اور اس کے مجاہد آفرین اصولوں سے اتفاق ہے، اس لئے یہ نغمہ خصوصاً خاکسار جماعت کے لیے لکھا گیا ہے'' کے ساتھ شائع ہوئی:

مجاہدینِ صف شکن بڑھے چلو بڑھے چلو

روش روش چمن چمن بڑھے چلو بڑھے چلو   جبل جبل دمن دمن بڑھے چلو بڑھے چلو
بہ گُش بہ گُش بزن بزن بڑھے چلو بڑھے چلو   مجاہدینِ صف شکن بڑھے چلو بڑھے چلو

قدم اٹھاؤ اس طرح زمیں کا دل دہل اٹھے   وہ نعرہ ہائے گرم ہوں کہ رنگِ چرخ جل اٹھے
بہ نازشِ کمالِ فن بڑھے چلو بڑھے چلو   مجاہدینِ صف شکن بڑھے چلو بڑھے چلو

جو کٹ سکے نہ بات پر وہ مرد کیا ہے، کچھ نہیں   وہ بے وفا ہے بے وفا، جو بے وفا ہے کچھ نہیں
ہیں بے ثبات جان و تن بڑھے چلو بڑھے چلو   مجاہدینِ صف شکن بڑھے چلو بڑھے چلو

سلگ رہی ہے روح میں تو کام اہتزاز سے   لگی تو کیا لگاؤ ہے خمارِ خوابِ ناز سے
ہے دل کی زندگی لگن، بڑھے چلو بڑھے چلو   مجاہدینِ صف شکن بڑھے چلو بڑھے چلو

ہوا خلاف ہے تو (کیا) شکوہ سے علم اٹھے   ہے دھڑکنوں کی جو روش اسی طرح قدم اٹھے
خوشی خوشی مگن مگن بڑھے چلو بڑھے چلو   مجاہدینِ صف شکن بڑھے چلو بڑھے چلو

جو سدِّ راہ شہر ہوں تو بے دریغ اجاڑ دو   اٹھاؤ اس طرح نشاں فلک کے دل میں گاڑ دو
ہے کھیل دار اور رسن بڑھے چلو بڑھے چلو   مجاہدینِ صف شکن بڑھے چلو بڑھے چلو

وفا کا عہد باندھ کر وغا سے کھیلتے ہوئے   لہو میں تیرتے ہوئے قضا سے کھیلتے ہوئے
دلاورانِ تیغ زن بڑھے چلو بڑھے چلو   مجاہدینِ صف شکن بڑھے چلو بڑھے چلو

وہی ہے مردِ باخبر بساطِ روزگار میں   جو مسکرا کے جان دے ہجومِ کارزار میں
کہاں کی گور کیا کفن بڑھے چلو بڑھے چلو   مجاہدینِ صف شکن بڑھے چلو بڑھے چلو

بلند برچھیاں کرو! وہ رحمت خدا جھکی   وہ زندگی کا در کھلا، وہ سر کے بل قضا جھکی
[کذا]   بڑھے چلو بڑھے چلو   مجاہدینِ صف شکن بڑھے چلو بڑھے چلو

[الاصلاح۔ لاہور ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۱۲، ۲۴۔ مارچ ۱۹۳۹ء۔ ص ۵]

(۱۰) (i) ''الاصلاح'' بابت ۹۔ جون ۱۹۳۹ء میں علامہ مشرقی کے نام خواجہ حسن نظامی کا رقم کردہ خط شائع کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے بھی ایک خط ارسال کر چکے تھے۔ اس میں لکھتے ہیں: ''...... میں ایک خط آپ کو لکھ چکا ہوں۔ ''منادی'' میں خاکساروں کی حمایت کا اعلان بھیج دیا ہے۔ اور اب روزانہ منادی پوسٹر جاری کرنے والا ہوں جس میں روزانہ آپ کی تحریک کی حمایت شائع ہوا کرے گی۔ اگر ممکن ہو تو اپنی جماعت کے ذریعہ ان پوسٹروں کی اشاعت و تبلیغ کا بندوبست کیجیے مگر پہلے نمونہ دیکھ لیجیے جو بہت جلد خدمت میں آ جائے گا......'' اس خط کے ساتھ ہی ''ادارۂ علیہ'' کی طرف سے جاری کردہ یہ حکم بھی شائع ہوا:

''ادارہ علیہ حکم دیتا ہے کہ محترم کے شائع کردہ اشتہارات کی مناسب تقسیم ہر علاقہ میں افسر علاقہ کرے اور محترم سے براہِ راست بلا معاوضہ طلب کرے۔''

[الاصلاح۔ لاہور ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۲۳، ۹۔ جون ۱۹۳۹ء۔ ص ۳]

(ii) خواجہ حسن نظامی نے ''منادی'' میں خاکساروں کی حمایت کا اعلان جس پیرائے میں کیا، اس کا

اندازہ ''الاصلاح'' بابت ۱۶۔ جون ۱۹۳۹ء میں ''محترم خواجہ حسن نظامی کا اعلانِ حق'' کے زیرِ عنوان شائع شدہ اطلاع سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس میں مرقوم ہے: ''...... محترم حسن نظامی اپنے اخبار ''منادی'' میں لکھتے ہیں کہ میرا اور سب مسلمانوں کا اسلامی فرض ہے کہ ہم خاکساروں کو اکیلا نہ چھوڑیں ورنہ خدا، رسولؑ کے سامنے ہمارا منہ کالا ہو جائے گا......''

[الاصلاح۔ لاہور ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۲۴، ۱۶۔ جون ۱۹۳۹ء۔ ص ۳]

(iii) ''الاصلاح'' بابت ۱۵۔ دسمبر ۱۹۳۹ء میں مندرج خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ حسن نظامی نے ''معرکۂ لکھنؤ'' کے حوالے سے خاکسار تحریک کے ساتھ ''شاندار ہمدردی'' کا یہ منفرد انداز اختیار کیا کہ بچوں کی سہولت کے لئے شائع کردہ تیسویں پارے کے، باریک کاغذ کے سرورق پر تحریک اور امیرِ تحریک کے بارے میں کلماتِ تحسین چھپوائے

''زندہ باد! روحِ بہادرانِ اسلام، سپہ دارِ اعظم، فدا کارانِ قرآن، علم بردارِ نشانِ ایمان، علّامہ مشرقی ہادیِ اوّلِ عساکرِ خاکساراں، آمین از جملہ تلاوت کنندگان و از حسن نظامی دہلوی مترجمِ قرآن، ۲۷۔ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ''۔

[الاصلاح۔ لاہور ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۵۰، ۱۵۔ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ ص ۳]

(۱۱) راقم کو اس غیر مطبوعہ طویل مصاحبے کی نقل ن م راشد کے چھوٹے بھائی ف۔ م۔ ماجد سے حاصل ہوئی۔ اس میں بیان کردہ واقعے کو راشد نے اپنے شاعرانہ تخیّل سے نظم 'حیلہ ساز' (مشمولہ ایران میں اجنبی۔ لاہور: گوشۂ ادب، ۱۹۵۵ء۔ ص ۱۳۸۔ ۱۳۹) میں ایک اور ہی رنگ دے دیا ہے۔ مذکورہ مصاحبے میں اس نظم کا مقام و سالِ تخلیق ''مری۔ ۱۹۴۸ء'' بیان کیا گیا ہے۔

(۱۲) نقوش۔ لاہور: شمارہ ۱۳۴، دسمبر ۱۹۸۶ء ص ۲۸۸

(۱۳) الاصلاح۔ لاہور: ہفت روزہ، جلد ۳ شمارہ ۴۶، ۲۰۔ نومبر ۱۹۳۶ء۔ ص ۴

(۱۴) الاصلاح۔ لاہور: ہفت روزہ، جلد ۴ شمارہ ۴۴، ۵۔ نومبر ۱۹۳۷ء۔ ص ۷

(۱۵) الاصلاح۔ لاہور: ہفت روزہ، جلد ۴ شمارہ ۵۱، ۲۴۔ دسمبر ۱۹۳۷ء۔ ص ۳

(۱۶) الاصلاح۔ لاہور: ہفت روزہ، جلد ۵، شمارہ ۶، ۱۱۔ فروری ۱۹۳۸ء۔ ص ۱۲

(۱۷) الاصلاح۔ لاہور: ہفت روزہ، جلد ۵، شمارہ ۷، ۱۸۔ فروری ۱۹۳۸ء۔ ص ۴

(۱۸) الاصلاح۔ لاہور: ہفت روزہ، جلد ۵، شمارہ ۸، ۲۵۔ فروری ۱۹۳۸ء۔ ص ۳

(۱۹) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۵، شمارہ ۱۴، ۸ اپریل ۱۹۳۸ء۔ص ۵

(۲۰) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۵، شمارہ ۲۵، ۲۴۔جون ۱۹۳۸ء ص ۴

(۲۱) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۵، شمارہ ۳۱، ۵۔اگست ۱۹۳۸ء۔ص ۱۵

(۲۲) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۵، شمارہ ۳۵، ۲۔ستمبر ۱۹۳۸ء۔ص ۳

(۲۳) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۵، شمارہ ۵۲، ۳۰۔دسمبر ۱۹۳۸ء۔ص ۶

(۲۴) ایضاً۔ص ۱۲

(۲۵) ایضاً۔ص ۱۳

(۲۶) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ جلد ۶، شمارہ ۱۶، ۲۱۔اپریل ۱۹۳۹ء۔ص ۴

(۲۷) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۱۷، ۲۸۔اپریل ۱۹۳۹ء۔ص ۶

(۲۸) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۱۸، ۵۔مئی ۱۹۳۹ء۔ص ۵

(۲۹) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۵، شمارہ ۳۴، ۲۶۔اگست ۱۹۳۹ء۔ص ۵

(۳۰) نیادور۔کراچی: شمارہ ۷۱۔۷۲، ن م راشد نمبر، سن ندارد ص ۵۸،

(۳۱) آفتاب احمد۔ڈاکٹر۔ن م راشد۔شاعر اور شخص۔لاہور: ماورا پبلشرز، ۱۹۸۹ء۔ص ۱۰۳

(۳۲) بحوالہ شیر زمان۔خاکسار تحریک کی جدوجہد۔جلد سوم۔راولپنڈی: ایس ٹی پرنٹرز، ۱۹۸۸ء۔ص ۲۴۰

(۳۳) نیادور۔ کراچی۔شمارہ ۷۱۔۷۲، ن م راشد نمبر، سن ندارد۔ص ۶۰

(۳۴) ایضاً۔ص ۱۵۷

(۳۵) ایضاً۔ص ۵۱

(۳۶) کلاسیک۔راولپنڈی: جنوری ۱۹۸۶ء۔ص ۳۷۸

(۳۷) ایضاً۔ص ۳۸۵ تا ۳۸۸

(۳۸) الاصلاح لاہور: ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۹، ۳۔مارچ ۱۹۳۹ء۔ص ۲

(۳۹) مثلاً دیکھیے (i) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۵، شمارہ ۳۵، ۲۔ستمبر ۱۹۳۸ء۔ص ۱۶

(ii) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۶ شمارہ ۸، ۲۴۔فروری ۱۹۳۹ء ص ۱۴

(iii) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۱۵، ۱۴۔اپریل ۱۹۳۹ء۔ص ۳

(۴۰) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۵، شمارہ ۵۰، ۱۶۔دسمبر ۱۹۳۸ء ص ۱

(۴۱) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۵، شمار ۳۳، ۱۹۔اگست ۱۹۳۸ء۔ص ۱

(۴۲) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۵، شمارہ ۳۸، ۲۳۔ستمبر ۱۹۳۸ء ص ۲۔ص ۱۴

(۴۳) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد، ۶، شمارہ ۱۰، ۱۰۔مارچ ۱۹۳۹ء۔ص ۱

(۴۴) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۱۷، ۲۸۔اپریل ۱۹۳۹ء۔ص ۵

(۴۵) کمشنرز آفس ملتان کی معمولی ملازمت کے آغاز ہی میں شادی ہو جانے اور کرائے کے مکان میں رہنے کے باعث انھیں شدت سے تنگ دستی کا احساس ستانے لگا تھا اور وہ بہتر ملازمت کے حصول کے لئے کوشاں تھے۔نتیجتہً یکم مئی ۱۹۳۹ء سے انھیں آل انڈیا ریڈیو میں ''پروگرام اسسٹنٹ'' کی ملازمت مل گئی جس کا آغاز ریڈیو اسٹیشن لاہور سے ہوا۔یہاں انھیں صرف ۱۸ روز تک رکھا گیا اور ۱۹۔مئی ۱۹۳۹ء سے ان کا تقرر ریڈیو اسٹیشن دلّی میں کر دیا گیا۔[یہ معلومات ریڈیو پاکستان پشاور سے حاصل کردہ راشد کی سروس فائل، شعر و حکمت۔حیدر آباد دکن: شمارہ ۳، ن م راشد نمبر، ۱۹۷۱ء اور نیادور۔کراچی: شمارہ ۷۱۔۷۲، ن م راشد نمبر، س۔ن سے اخذ کی گئی ہیں۔]

(۴۶) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ جلد ۶، شمارہ ۲۱، ۲۶۔مئی ۱۹۳۹ء ص ۱۶

(۴۷) الاصلاح۔لاہور: ہفت روزہ، جلد ۶، شمارہ ۲۰، ۱۹۔مئی ۱۹۳۹ء ص ۱۶

(۴۸) بحوالہ آفتاب احمد۔ڈاکٹر۔راشد شاعر اور شخص۔لاہور: ماورا پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء۔ص ۱۴

(۴۹) مالک رام۔تذکرۂ معاصرین۔جلد سوم۔دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۷۸ء۔ص ۲۷۵

(۵۰) نیادور۔کراچی: شمارہ ۷۱۔۷۲، ن م راشد نمبر، سن ندارد۔ص ۵۲